رسالہ نظام وقوف سندیہ پر

ایک سرسری نظر

یہ رسالہ نظام وقوف سندیہ میرے پاس بھی پہنچا تھا۔ میں نے اس کو غیر مستند بدلیل سمجھ کر اس کی طرف التفات نہ کی۔ ایسا ہی اور علماء اور قراء وقت نے اس کو لائق توجہ نہ سمجھا ہوگا۔ اور اسی وجہ سے سکوت اختیار کیا ہوگا۔ مگر مؤلف رسالہ نے اس سکوت کو رضا و تسلیم سمجھ لیا۔ اور اس رسالہ کی اشاعت سے تھوڑی مدت کے بعد ایک سو بیاسی (۱۸۲) اشخاص علماء و قراء وغیرہ کی فہرست جس میں خاکسار کا نام بھی درج تھا شائع کر کے یہ خیال ظاہر کیا کہ ان سب نے رسالہ کو صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ چونکہ اُن کا یہ خیال میرے اعتقاد کے برخلاف تھا لہٰذا میں نے اس امر کا اظہار واجب سمجھا۔ پھر میں نے قرب وجوار کے علماء علماء سے جن کا اس فہرست میں نام درج پایا تھا اُن کا خیال دریافت کیا تو اُن کو بھی اپنا ہم خیال پایا۔ ازانجملہ ایک مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی مقیم امرتسر نے تو اس رسالہ سے اپنا خلاف بذریعہ تحریر ظاہر کیا۔ اور مولوی حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی نے زبانی خلاف کا اظہار کیا۔

ہمارے تین اشخاص کے اظہار خلاف سے ناظرین اہل علم جو علم اصول فقہ میں نظر رکھتے ہیں یقین کریں گے کہ اکثر سکوتی اجماع جنکے بعض اہل مذاہب مدعی ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ اور جو امام شافعی نے اور حنفیہ میں سے عیسٰی بن ابان اور باقلانی نے اجماع سکوتی کو حجت نہیں مانا۔ اور آمدی اور کرخی نے اُس کو ظنی کہا ہی (کما فی مسلم الثبوت) اسمیں حق بجانب اُن کے ہے۔

ذیل میں پہلے اس رسالہ کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا جاتا ہے۔ پھر تحریر مولوی عبدالجبار کو

نقل کیا جائے گا - پس بگوش توجہ سُننا چاہیئے - کہ اس رسالہ میں شور وغل تو بہت مچایا گیا ہے - مگر اس امر کی کوئی سند پیش نہیں کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا تمام صحابہ یا اُن میں سے ایک یا تمام ائمہ سلف وائمہ اربعہ یا اُن میں سے ایک یا تمام قراء ازمنہ سابقہ یا اُن میں سے ایک نے تمام قرآن کی آیات کے خاتمہ پر یا جہاں (٥) کی علامت ہے وقف کیا ہے -

آس کا سارا غل غپاڑہ صرف ایک حدیث ام سلمہ پر مبنی ہے جس کا اوّلاً صحیح ہونا اُس نے ثابت نہیں کیا - اور نہ ہی وہ ثابت ہے - ثانیاً اسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل تمام آیات قرآن کی نسبت بیان نہیں ہوا - بلکہ صرف بعض آیات سورہ فاتحہ کی نسبت اُنکا عمل بیان ہوا ہے -

پھر اتنے برتے پر یہ شور وغل کمال تعجب کا محل ہے اور اگر اسپر باقی قرآن کا قیاس کیا ہے تو پھر دعوے توقیف مردود ہے - اور یہ قیاس ایک امر خلاف قیاس پر ہے جو جائز نہیں - قرآن کو خدا تعالےٰ نے عربی کہا ہے جو اس کہنے کے برابر ہے کہ جیسے عرب عرباء عربی عبارات پڑھتے ہیں - اسیطرح سے قرآن پڑھا جائے - لہٰذا ہم عربی طریق اور طرز اور ادب کو قرآن کی کسی آیت میں نہیں چھوڑ سکتے - بجز اس آیت یا لفظ آیت کے جس میں صریح نص یا عمل نبوی یا جماعت صحابہ جو اہل لسان تھے - ہم سے طریق عرب کو چھڑا دی جیسے او قاف سورہ فاتحہ یا بعض حرکات و رسم خط جو موجودہ طریق عرب کے مخالف ہم کو معلوم ہوئے ہیں - اِن مواضع میں ہم بیشک (بلا تردد) قواعد و طریق عرب کو چھوڑ دینگے باقی تمام مخلون میں عرب عرباء کے پابند رہیں گے - مؤلف رسالہ ا؛ قاف مجوزہ سجاوندی کو اس نظر سے کہ اُس کا زمانہ متاخر ہے بدعت قرار دیتا ہے - اور یہ نہیں سوچتا - کہ مؤلف رسالہ کا زمانہ سجاوندی سے بھی متاخر ہے - پھر اُس کا ایجاد جسپر نص شاہد نہیں صرف قیاس ہی قیاس ہے کیوں بدعت نہ ہوگا -

وہ متبعین عرب عرباکو یہ الزام دیتا ہے کہ وہ منجملہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ ایک صحابی سے بھی سند صحیح یا حسن سے حسب طریق محدثین کسی جگہ وسط آیت میں وقف ثابت نہ کرسکے یہی الزام اُسپر وارد ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور منجملہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ ایک صحابی سے یا منجملہ آئمہ مہرہ لسان عرب یا ائمہ اربعہ یا قرار ازمنہ سابقہ کسی ایک سے بسند صحیح یا حسن حسب قواعد محدثین۔ بلکہ بہ سند ضعیف بھی ثابت نہیں کرسکا کہ آنحضرت یا اصحاب یا ائمہ سلف نے تمام قرآن میں ہر ایک آیت کے اخیر پر وقف کیا ہے۔ وہ اپنے مطلوب کے ثبوت پر سو روپیہ انعام کا اشتہار دے چکا ہے۔ میں اپنے مطلوب کے ثبوت پر سو سے زیادہ دینے کا وعدہ و اشتہار دیتا ہوں۔

مؤلف رسالہ کی اس جرأت پر تعجب ہے کہ وہ منکر اوقاف مزعومہ خویش کو منکر قرآن قرار دیتا ہے۔ اور حدیث ارق ورتل سے ناحق لپیٹ کر اپنے مزعوم اوقاف کے مخالف کو درجات جنت سے محروم کرتا ہے۔ اور یہ نہیں سوچتا کہ بحکم ثبت العرش ثم انقش پہلے وہ اپنے مزعوم اوقاف کا ثبوت تو پیش کرے۔ پھر اس دعوے سے زبان کو آلودہ کرے۔

محشی صاحب رسالہ پر اس سے بھی زیادہ تعجب ہے کہ وہ اپنے مزعوم اوقاف کے منکرین (مولوی عبدالعزیز صاحب نائب مفتی اور قاضی ایوب صاحب) کو منافق و لامذہب و تارک تقلید ائمہ اربعہ قرار دیتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ پہلے وہ ان اوقاف مخترعہ چودہویں صدی کا دین و مذہب اسلام یا مذہب ائمہ مجتہدین ہونا تو ثابت کرلیتے اور آب ندیدہ موزہ از پاکشیدہ کو عمل میں نہ لاتے۔ اس رسالہ کے استدلالات بعینہا رسائل مرزا قادیانی اور تفسیر غلام نبی چکڑالوی کے سے استدلالات ہیں۔ میں نے ان استدلالات سے اس تحریر میں اسلئے تعرض نہیں کیا کہ یہ تحریر بحث و تعرض جملہ ادلہ رسالہ کا محل نہیں ہے یہ بحث و تعرض اس وقت رسالہ اشاعۃ السنہ میں ہوگا۔ جبکہ مؤلف رسالہ کا دوسرا بسیط

رسالہ منادی تحقیقات شائع ہوگا۔

مؤلف رسالہ کو مناسب تھا کہ اس مبسوط رسالہ کو شائع کرکے یہ مجمل وخلاصہ منظوم موسوم بہ "نظام وقوف سندیہ" مشتہر کرتا اس منظوم رسالہ کو شائع کرنے کے بعد رسالہ منادی کی اشاعت کا وعدہ دینے میں اُس نے بعینہ مرزا قادیانی کی روش اختیار کی ہے۔ جس نے رسالہ فتح الاسلام شائع کرنے کے بعد توضیح المرام اور ازالہ اوہام کی اشاعت کا وعدہ دیکر نکتہ چینوں کو ایک مدت تک منتظر رکھا تھا۔ لہٰذا مجھے بھی اس تفصیلی بحث کے لئے اس رسالہ کا انتظار کرنا پڑا۔

نقل تحریر مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِن دنوں میں ایک رسالہ مسمّے بہ "نظام وقوف سندیہ" مؤلفہ مولوی غازی ایڈیٹر صاحب کا میری نظر سے گذرا۔ عاجز اس بات میں کہ ہر ایک آیت کے اخیر پر وقف کرنا چاہیے۔ اُس سے متفق الرائے ہے۔ اس بارہ میں حدیث بھی موجود ہے؎ ۔ اور ائمہ قراء سے ابو عمرو بھی اسی کے قائل ہیں۔ اتقان میں ہے قال البیہقی فی الشعب واخرون الافضل الوقف علی رؤس الآیات وان تعلقت بما بعدھا اتباعاً لھدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسنتہ۔ لیکن وہ اوقاف جو وسط آیات میں ہیں ان کو بدعت وباطل وخلاف کتاب وسنت واتفاق صحابہ کرام وائمہ مذاہب کہنا بہت بیجا اور کمال جرأت ہے۔ مؤلف رسالہ نے یہ تو لکھ دیا کہ آیات کے وسط میں وقف کرنا خلاف کتاب وسنت وصحابہ کرام وقرون خیر ہے؎ پیش نہیں کیا کل جمع خرچ ایک روایت ابن ابی الھذیل تابعی کے کہ کانوا یکرھون ان یقرؤا بعض الآیہ ویدعوا بعضھا پیش کیا۔ جس کو اوقاف سے کچھ تعلق نہیں۔ اس

؎ حدیث وہی ہے جو ام سلمہ نے بعض اوقاف سورہ فاتحہ میں مروی ہے جس کی صحت میں کلام ہے اسکے سوا کوئی حدیث دیکھی نہیں جاتی

؎ یہ وقف آیات کے بیچ ... ائمہ اسلام کے ہے مگر خلاف ہونے پر کوئی ثبوت کتاب وسنت اور اقوال صحابہ کرام وقرون خیر ... ابو سعید محمد حسین

اثر کا معنے یہ ہے کہ صحابہ کرام آیت کا ایک ٹکڑہ پڑہنا اور باقی کو چھوڑنا مکروہ جانتے تھے۔ مگر یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی۔ اس واسطے بعض اوقات مین آیت کے ٹکڑے پر بھی اکتفا کرتے تھے۔ اب عاجز اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و سلف صالحین وسط آیت میں بھی وقف کرتے تھے۔ امام شوکانی فتح القدیر میں آیت ذیل کے تحت میں کہتے ہیں وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ - فالذی علیہ الاکثر انہ مقطوع عما قبلہ وان الکلام تم عند قولہ اِلَّا اللّٰہ وھذا قول ابن عمر وابن عباس وعائشۃ وعروۃ بن الزبیر بن عبد العزیز وابی الشعثا وابی نہیک وغیرہم وھو مذہب الکسائی والفراء والاخفش وابی عبید وحکاہ ابن جریر الطبری عن مالک واختارہ وحکاہ الخطابی عن ابن مسعود وابی بن کعب شائد کہ اس جگہ کوئی معترض اعتراض کرے کہ اس عبارت میں وقف کا ذکر نہیں بلکہ قطع کا ذکر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سلف صالحین قطع سے وقف مراد رکھتے تھے۔ اتقان میں ہے الوقف والقطع والسکت عبارات یطلقہا المتقدمون غالبًا مرادا بہا الوقف۔ حافظ الوحیین شیخ الاسلام ابن تیمیہ جسکے حق میں قاضی شوکانی لکھتے ہیں۔ بحر محیط بمذاہب سلف۔ ھذہ الامۃ وخلفہا حمویہ میں لکھتے ہیں وقف اکثر السلف علی قولہ تعالیٰ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وھو وقف صحیح۔ اور بعض سلف والراسخون فی العلم پر وقف کرتے ہیں۔ حمویہ میں ہے وھذا التاویل یعلمہ الراسخون فی العلم کما نقل ابن عباس ومجاھد و محمد بن جعفر بن الزبیر ومحمد بن اسحاق وابن قتیبۃ وغیرہم وکلا القولین حق باعتبار قد بسطنا فی موضع اٰخر وھذا نقل عن ابن عباس ھذا وھذا وکلاھما حق اور اتقان میں ہے لائمۃ القراء مذاہب فی الوقف

والابتداء فنافع کان یراعی محاسنہا بحسب المعنے وابن کثیر وحمزۃ
حیث ینقطع النفس وعاصم والکسائی حیث تم الکلام نافع اور ابن کثیر اور
عاصم تبع تابعین میں سے ہیں۔ اور حمزہ اتباع تبع تابعین سے ہے۔ اور کسائی اُس کا شاگرد
ہے۔ اور ان ایمہ کی قرارت پر پڑہنا باتفاق اہل علم کے جائز ہے۔ امام بغوی معالم میں لکھتے
ہیں فذکرت قراءۃ ھؤلاء للاتفاق علی جواز القراءۃ بہاجبکہ وقف وسط آیات
میں صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اور سلف صالحین سے ثابت ہے۔ اور قرار
سبعہ جو ائمہ قرارت کے ہیں۔ اُن کی قرارت پر پڑھنا بالاتفاق جائز ہے۔ پس مؤلف
رسالہ کے اِس قدر تشدد اور مولوی محمد شبیر صاحب کے اسقدر رنج پر جو مولوی ایوب
صاحب قاضی۔ اور مولوی عبد العزیز صاحب پر ظاہر کیا۔ کمال تعجب ہے۔ اللھم اھدنا
لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک تھدی من تشاء الی صراط مستقیم
عبد الجبار بن عبد اللہ الغزنوی عفے اللہ عنہما۔

منشی منظور احمد صاحب رضا کے سوالات متعلقہ زکوٰۃ مندرجہ اخبار وطن لاہور نمبر ۳۴ جلد ۲

کا جواب

یہ سوالات اشاعت سے ایک مدت کے بعد میری نظر سے گذرے۔ پھر ایک مدت
کے بعد مجھے اُن کا جواب لکھنے کے لئے وقت ملا۔ اِس لئے جواب دیر میں شائع ہوا۔
منشی صاحب کے مطمع نظر و محل بحث چار امور ہیں۔

امر اوّل۔ زکوٰۃ کی حقیقت و فلاسفی (علت) کیا ہے۔ (۲) اس کے مصرف
و مستحق کون لوگ ہیں۔ (۳) اسلامی بیت المال اگر اسکا محصل اور قاسم ہے تو
جہاں بیت المال نہو وہاں زکوٰۃ کون لے۔ (۴) اگر یہ ایک قسم کا سرکاری ٹیکس
ہے تو جس مُلک ماتحت غیر اسلامی حکومت میں سرکاری ٹیکس مقدار زکوٰۃ عشر و خراج